رئیس احمد جعفری

حاصل مطالعہ

یہ مضمون امیر شکیب ارسلان کی مشہور کتاب "غزوات العرب" سے ماخوذ ہے جس میں دو عرب قبائل قیسیوں اور یمنیوں میں ہولناک خانہ جنگی اور اس کے نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ جنگ باہمی نے ہمیشہ مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا اور دشمنوں نے اس سے پورا فائدہ اٹھایا۔

جنگِ قیسانیہ و یمانیہ

صاحبِ اخبار مجموعہ کا بیان ہے کہ ابن حریث اور ابو خطار، یوسف اور صمیل کے پاس قرطبہ اُن سے لڑنے کے لئے تیار ہو کر گئے۔ نہر قرطبہ کے کنارے مقام شقندہ میں وہ اپنے آدمیوں کو لے کر جمع ہوئے۔ یوسف اور صمیل نے نہر پار کی اور مقابلہ میں اپنے آدمیوں کو لے کر ڈٹ گئے۔ نماز فجر کے بعد ان دو عرب قبیلوں یعنی قیسیوں اور یمنیوں میں جنگ باہمی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے سواروں نے اپنے نیزے نکالے اور نیزہ بازی شروع ہو گئی یہاں تک کہ نیزے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔ اور دھوپ زیادہ تیز ہو گئی۔ پھر ان لوگوں نے شمشیر زنی شروع کی۔ یہاں تک کہ تلواریں ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں، جب نیزے اور شمشیر سے کام نہ چلا تو دست بدست جنگ شروع ہوئی۔ یہ اتنے گھمسان کا رن تھا اور اتنی پامردی سے لڑا گیا کہ اسے دیکھ کر جنگ صفین یاد آ گئی۔ دونوں فریقوں کے پاس بہت بڑا لشکر نہیں تھا۔ لیکن جتنے بھی لڑنے والے تھے۔ سب منجھے ہوئے تجربہ کار اور سرد و گرم چشیدہ تھے۔ دونوں کی تعداد تقریباً مساوی تھی۔ اگر کسی فریق کی تعداد کم تھی تو اہل یمن کی۔ جب یہ لوگ لڑتے لڑتے تھک گئے۔ تو انہوں نے ایک دوسرے کے منہ پر زرکش

پھینک پھینک کر مارنا شروع کئے۔ پھر ایک دوسرے پر ڈھول پھینکنے لگے۔ اتنے میں صمیل نے یوسف سے کہا

اگر ہم نے اپنے پیچھے دشمن کے آدمیوں کو چھوڑ دیا تو یہ غفلت ہمیں گراں پڑے گی۔

یوسف نے پوچھا

وہ کون لوگ ہیں؟

صمیل نے کہا

قرطبہ کے اہلِ سوق!

یوسف نے اپنے غلام خالد بن یزید کو بازار قرطبہ کے لوگوں کے پاس پیامبر بنا کر بھیجا کہ وہ مدد کے لئے آئیں۔ ان لوگوں کی تحریک پر چار سو آدمی چھریاں اور ڈنڈے لئے ہوئے لڑنے کے لئے نکل آئے۔ چند لوگوں کے پاس تلواریں بھی تھیں۔ قصاب بھی اپنی چھریاں لیکر میدان میں آگئے۔ جنگ اور زیادہ شدت سے شروع ہوگئی۔ ظہر اور عصر کا وقت گزر گیا۔ لیکن یہ لوگ نہ صلاۃ خوف پڑھ سکے نہ صلاۃ امن۔ ان لوگوں نے اپنے ہم قوم دشمنوں کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور گرفتار کر لیا۔ گرفتار شدگان میں ابن حریث اور ابوالخطار بھی تھے۔

ابن حریث نے جب دیکھا کہ بازارِ قرطبہ کے لوگ اس کے ساتھیوں کو قتل کر رہے ہیں۔ تو وہ چھپ گیا اور ایک چکی کے تختے کے نیچے پناہ گزین ہوگیا۔ لوگوں نے جب ابوالخطار کو بھی گرفتار کر لیا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ مجھے کیوں مارتے ہو جب کہ وہ ابن سوداء یعنی ابن حریث موجود ہے؟

ابوالخطار کی نشان دہی پر ابن حریث بھی پکڑ لیا گیا۔ پھر ایک ساتھ دونوں قتل کر دئے گئے۔

ابنِ حریث کہا کرتا تھا کہ اگر اہلِ شام کا خون ایک پیالے میں میرے لئے جمع

کر دیا جائے تو ایک ہی گھونٹ میں اسے پی لوں گا۔

پھر جب یہ اپنی پناہ گاہ سے نکالا گیا تو ابوالخطار نے اس سے کہا کہ کیا تیرے پیالہ میں خون کے ابھی کچھ ایسے قطرے ہیں جنہیں تو نے نہ پیا ہو؟

ان دونوں کے قتل کے بعد اور کافی لوگوں کو گرفتار کرنے کے بعد قیدیوں کو لے کر صمیل ایک کلیسا میں آیا جو اندرون قرطبہ میں تھا۔ اور جسے اب مسجد جامع کی حیثیت سے استعمال کیا جا رہا تھا۔ صمیل نے ان گرفتار شدگان میں سے ستر آدمیوں کی گردن فوراً مار دی۔

یہ منظر دیکھ کر ابوعطا بن حمد المری اٹھا اور اس نے کہا۔

ابو جوشن! اپنی تلوار میان میں کر لو۔

صمیل نے جواب دیا۔

ابوعطا بیٹھ جاؤ، یہ تمہاری اور تمہاری قوم کی عزت کا معاملہ ہے۔

وہ بیٹھ گیا۔

پھر صمیل بھی بیٹھ گیا۔ لیکن کھلی ہوئی تلوار اب تک اس کے ہاتھ میں تھی۔ پھر ابوعطا اس کے پاس گیا اور اس نے کہا

اے اعرابی! خدا کی قسم یہ تو صفین کی عداوت کا بدلہ لے رہا ہے۔

صمیل نے تلوار میان میں کر لی اور اس طرح ابوعطا کے باعث لوگوں نے ایک بلائے عظیم سے نجات پائی۔

بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہ جنگ بہت زیادہ قاطع ارحام ثابت ہوئی۔ یہ واقعہ ۱۲۸ھ کا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی سال تک اندلس قحط اور بھوک کی مصیبت میں مبتلا رہا۔

عربوں کی اس خانہ جنگی سے دشمنوں نے پورا فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ اہلِ جلیقیہ مسلمانوں پر

ٹوٹ پڑے اور بادشاہ بلائی کو اپنے مقاصد میں کامیاب ہونے کا موقع مل گیا۔ وہ صخرہ سے نکلا اور مقام اسنورس پر قابض ہوگیا۔ پھر مسلمانوں نے جو جلیقیہ میں رہتے تھے، اس سے جنگ کی۔ اہلِ اسنوارقہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک عرصہ دراز تک یہ جنگ جاری رہی یہاں تک کہ آخر اس جنگی فتنہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۳۳ھ میں بلائی نے مسلمانوں کو شکست دی اور سب کو جلیقیہ سے نکال دیا۔ جن لوگوں میں مقابلہ کی سکت نہ تھی یا جو اپنے نئے مذہب اسلام پر ابھی پورے طور پر استوار نہیں ہوئے تھے، وہ عیسائی ہوگئے۔ بلائی نے اس جنگ میں بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا اور ان کو استورقہ سے بھی نکال دیا۔ نیز قوریہ اور ماردہ میں بھی ان کی قوت اکھڑ گئی۔ یہ واقعہ ۱۳۶ھ کا ہے۔

قحط نے اور بھوک نے حالات اتنے ابتر کر دئے کہ اہلِ اندلس کی ایک بہت بڑی تعداد طنجہ اور اصیل اور ریف کی طرف منتقل ہوگئی۔

تاریخِ جمہوریت

مصنفہ شاہد حسین رزاقی

قبائلی معاشروں اور یونانِ قدیم سے لے کر عہدِ انقلاب اور دورِ حاضرہ تک جمہوریت کی مکمل تاریخ جس میں جمہوریت کی نوعیت وارتقاء مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کشمکش، مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی جمہوری افکار کو بڑی خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔ صفحات ۵۰۶

قیمت آٹھ روپے

ملنے کا پتہ: سیکریٹری ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ لاہور